AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759
Volume 2 Issue 4 (July-September 2025)

دینی و عصری علوم کا امتزاج: قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ

Integration of Religious and Modern Sciences: An Analytical Study in the Light of Islamic Teachings

Dr. Rafiq Ahmad
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Government College Daggar, Buner, KP, Pakistan,
rafiq.daggar@gamil.com

Dr. Sohail Anwar
Lecturer, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan, University, Mardan, KP, Pakistan,
sohail_anwar@awkum.edu.pk

Dr. Muhammad Ayaz
Associate Professor, Department of Islamic Theology, Islamia College University, Peshawar,
ayazmuhammad172@gmail.com

Abstract

The integration of religious and modern sciences has remained a central concern in contemporary Islamic scholarship, particularly in the context of education and intellectual development. This study analytically examines the relationship between Islamic teachings and modern scientific disciplines, highlighting the Qur'anic and Prophetic emphasis on knowledge as a means of fulfilling both spiritual and material objectives of life. Drawing upon Qur'anic verses, Hadith, and historical precedents from the early Muslim community, the paper demonstrates how worldly sciences—such as medicine, chemistry, mathematics, and linguistics—can serve as supportive tools for achieving the higher purposes of Shari'ah when aligned with correct intentions and ethical frameworks. By exploring the principle of al-umūr bi-maqāṣidihā ("matters are judged by their objectives"), the research argues that modern sciences, when pursued with the aim of serving humanity and strengthening faith, transform from secular activities into acts of worship. The findings underscore the necessity of bridging the gap between religious and modern sciences in order to cultivate a holistic educational model that produces individuals who are spiritually grounded, intellectually competent, and socially responsible.

Keywords: Integration, Religious Sciences, Modern Sciences, Qur'an, Sunnah, Islamic Education, Knowledge

تمہید

اسلام دینِ فطرت ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو محیط ہے۔ قرآن مجید انسان کی ہدایت کے لیے نازل ہوا اور نبی کریم ﷺ کی سیرت و سنت نے اس ہدایت کو عملی شکل عطا کی۔ اسلامی تعلیمات میں علم کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اور اسے ایمان کے بعد سب سے بڑی فضیلت قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں بارہا علم کے حصول کی ترغیب دی گئی ہے اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''طلب العلم فریضة علی کل مسلم''۔ علم کی یہ وسعت صرف مذہبی احکام یا عبادات تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبے کو محیط ہے۔ مسلمان جب علم کے ہر میدان میں سرگرم عمل رہے تو انہوں نے دنیا کو ریاضی، طب، فلکیات، کیمیا اور دیگر عصری علوم میں بے مثال خدمات پیش کیں۔ تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دینی اور عصری علوم میں تفریق پیدا ہو گئی، نتیجتاً اُمت کا علمی و فکری سفر دو دھاروں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک طرف وہ طبقہ ہے جو دینی مدارس میں مذہبی علوم کی حفاظت اور تدریس کو اپنی توجہ کا مرکز بنائے ہوئے ہے، اور دوسری جانب وہ طبقہ ہے جو عصری تعلیمی اداروں میں جدید علوم کے حصول کو مقصدِ حیات سمجھتا ہے۔ اس تقسیم نے مسلم معاشروں میں ایسا خلا پیدا کیا جس کے نتیجے میں نہ صرف دینی اور دنیاوی علوم ایک دوسرے سے کٹ گئے بلکہ تعلیمی نظام بھی اپنی ہمہ جہتی اور جامعیت سے محروم ہو گیا۔

CC BY

اس تناظر میں ضروری ہے کہ دینی اور عصری علوم کے درمیان ربط و امتزاج پیدا کیا جائے تاکہ تعلیم کا نظام اسلام کے بنیادی مقاصد یعنی معرفتِ الٰہی، خدمتِ خلق، اور دنیاو آخرت کی فلاح کو یکجا کر سکے۔ اگر جدید سائنسی علوم کو درست نیت اور شرعی مقاصد کے ساتھ بروئے کار لایا جائے تو یہ بھی دینی علوم کا حصہ بن جاتے ہیں اور عبادت کا درجہ اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی اصول کو قرآن و سنت کی تعلیمات میں واضح کیا گیا ہے کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ لہٰذا امت مسلمہ کی موجودہ ضرورت یہ ہے کہ وہ اپنے تعلیمی نظام میں ایسی حکمتِ عملی اختیار کرے جو دین اور دنیا دونوں کے تقاضوں کو ساتھ لے کر چلے، تاکہ ایک ایسا متوازن اور ہمہ گیر معاشرہ تشکیل دیا جا سکے جو علمی اعتبار سے ترقی یافتہ اور روحانی اعتبار سے مستحکم ہو۔

تعارف

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو تمام انسانیت کی رہبری و رہنمائی کے لئے بھیجا اور اپنے پسندیدہ دین اسلام کی تکمیل آپ ﷺ پر فرمائی۔ بنی نوع انسان چونکہ مختلف شعبوں اور پیشوں سے منسلک ہے، اس لئے آپ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات میں تمام طبقات والوں کے لئیے بہترین نمونہ پایا جاتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: " لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ "۔[1] ترجمہ: البتہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں اچھا نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کی ایک حیثیت معلم کی بھی ہے جس کے لئے آپ ﷺ مامور من اللہ ہیں۔ نیز آپ ﷺ نے خود بھی ارشاد فرمایا: " اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً "۔[2] ترجمہ: بے شک میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

انسانی تخلیق کی غرض و غایت چونکہ معرفت الہٰی اور بندگی ہے۔ لہٰذا یہ سیکھنا انسان کے لئے از بس ضروری ہے کہ دیگر مخلوقات کا مقصد جاننے سے پہلے اپنی زندگی کا مقصد صحیح معنوں میں معلوم کرلے اور پھر اسی مقصد کے (احسن طریقہ سے) حصول کے لئے بھی وسائل واسباب کو تلاش کرے۔

علم کا مقصد ہی یہی ہے کہ بندہ اس تحقیق میں لگے کہ اس وقت میرا خالق و مالک مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ یعنی امر حال پہچاننا۔ اور اس امر کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے کونسا طرز و طریقہ تعلیم فرمایا۔

بقول مفتی محمد شفیعؒ علم وہ نور ہے کہ جب بندہ کو حاصل ہو جاتا ہے تو اس کو عمل کیے بغیر چین نہ آئے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انسان کو روئے زمین پر بھیجتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ تمہارے لیے زمین میں کچھ محدود مدت تک کے لئے رہنا اور نفع اٹھانا ہے اور ساتھ ساتھ یہ حکم نامہ بھی جاری فرمایا کہ " فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِـعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْـهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُـوْنَ" [3]۔ ترجمہ: اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میرے بھیجے ہوئے ہدایت کے پیچھے پیچھے چلا اس پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اس وقت پوری دنیا خوفزدہ اور غمزدہ ہے۔ وہ امن و سکون اور خوشحالی واطمینان کی تلاش میں ہے۔ لیکن اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ارسال کردہ ہدایت کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنا پڑے گا۔ اب اس ارسال کردہ ہدایت کی نظریاتی (Theoretical shape) صورت میں تو کتابوں کو اتارا جبکہ اس کی عملی شکل انبیاء علیہم السلام کی مبارک زندگیاں تھیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام خود بھی ہدایت یافتہ تھے، جیسا کہ ارشاد ہے: " اُولٰٓئِكَ الَّـذِيْنَ اَنْعَمَ اللّـٰهُ عَلَيْـهِـمْ مِّنَ النَّبِيِّيْـنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَۖ وَمِمَّنْ حَـمَلْنَا مَعَ نُـوْحٍۖ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْـرَاهِيْمَ وَاِسْرَآئِيْلَۖ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا" [4]۔ ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا پیغمبروں میں اور آدم کی اولاد میں سے، اور ان میں سے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا، اور ابراہیم اور اسرائیل کی اولاد میں سے، اور ان میں سے جنہیں ہم نے ہدایت کی اور پسند کیا۔

اور ان پر نازل شدہ کتابوں کے اندر بھی اپنی اپنی متعلقہ امت کی ہدایت کا پورا سامان موجود تھا۔ یقیناً تمام آسمانی کتابوں میں متعلقہ امتوں کے لئے رہبری تھی جو اپنے متبعین کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لاتے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: " اِنَّـآ اَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيْـهَا هُدًى وَّنُوْرٌ " ۔[5] ترجمہ: ہم نے تورات نازل کی کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ لیکن یہ ہدایت صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی۔ " وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِىٓ اِسْرَآئِيْلَ " ۔[6] ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا۔

نیز یہ بھی فرمایا: " وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيَاتِنَـآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُـمْ بِاَيَّامِ اللّـٰهِ ۚ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُـوْرٍ " ۔[7] ترجمہ: اور البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا، بے شک اس میں ہر ایک صبر شکر کرنے والے کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ اسی طرح انجیل کے بارے میں فرمایا: " وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِـمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَـمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ ۖ وَاٰتَيْنَاهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُـوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً

OPEN ACCESS
CC BY

لِّلْمُتَّقِيْنَ ''۔[8]ترجمہ: اور ہم نے ان کے پیچھے انہیں کے قدموں پر مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھیجا جو اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا تھا، اور ہم نے اسے انجیل دی جس میں ہدایت اور روشنی تھی، اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا تھا اور وہ راہ بتانے والی تھی اور ڈرنے والوں کے لیے نصیحت تھی۔

جبکہ قرآن کریم تمام انسانیت کے لئے رہنما کتاب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: '' شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْـهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ ''[9]ترجمہ: رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔

قرآن کریم تمام انسانیت کی ہدایت کا سامان پنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ یہ قیامت تک آنے والے آخری انسان کو بھی اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لانے کا ضامن ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:'' الٓرٰ ۚ كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّـهِـمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَـمِيْدِ ''۔[10]ترجمہ: الر، یہ ایک کتاب ہے ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے تاکہ تو لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے، ان کے رب کے حکم سے غالب تعریف کیے ہوئے کے راستے کی طرف۔

لیکن دیگر کتب سماویہ محدود زمانے، علاقے اور مخصوص قوم کی ہدایت کے لئے تھیں۔ ان کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود نہیں لیا تھا۔ ارشاد ہے؛'' اِنَّـآ اَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيْـهَا هُدًى وَّنُـوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِـهَا النَّبِيُّوْنَ الَّـذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّـذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللّـٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَـرُوْا بِاٰيَاتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۚ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّـٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُـمُ الْكَافِرُوْنَ ''۔[11]ترجمہ: ہم نے تورات نازل کی کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے، اس پر اللہ کے فرمانبردار پیغمبر یہود کو حکم کرتے تھے اور اہل اللہ اور علماء بھی اس لیے کہ وہ اللہ کی کتاب کے محافظ ٹھہرائے گئے تھے اور اس کی خبر گیری پر مقرر تھے، سو تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے میں تھوڑا مول مت لو، اور جو کوئی اس کے موافق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے اتارا ہے تو وہی لوگ کافر ہیں۔

جبکہ قرآن عظیم الشان کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔ ارشاد ہے:'' اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَـهٝ لَحَافِظُوْنَ ''۔[12]ترجمہ: ہم نے یہ نصیحت اتاری اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

اسی طرح ہدایت کی عملی شکل نبی اکرم ﷺ کی عملی زندگی، سیرت طیبہ اور آپ کے ارشادات و تعلیمات تھے۔ جس کا بڑا حصہ آپ ﷺ نے خود کر کے دکھایا اور کچھ حصہ اپنے عہدِ مبارک میں صحابہ کرامؓ سے کروایا اور ان پر عملی طور سے نافذ کر کے رہتی دنیا تک قابل عمل نمونہ چھوڑا۔ لہٰذا زندگی کے ہر موڑ پر آپ ﷺ کی سیرت تمام امت کے لئے مشعل راہ ہے، ارشاد ہے'' لَـقَـدْ كَانَ لَـكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّـٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ''۔[13] ترجمہ: البتہ تمہارے لیے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمایا:'' وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۚ ''۔[14]ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کروگے تو راہ پاؤگے۔

آپ ﷺ خود بھی سیدھے راستے پر تھے۔'' اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ - عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ''۔[15]ترجمہ: بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔ سیدھے راستے پر۔ اور انسانیت کو بھی سیدھے راستے کی رہبری و رہنمائی فرمائی ہے۔ ارشاد ہے:'' وَاِنَّكَ لَتَهْدِىٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ''۔[16] ترجمہ: بے شک آپ ﷺ صحیح راستے کی طرف رہبری و رہنمائی کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں تمام انسانیت کی ہدایت کا سامان موجود ہونے کے ناطے ہر قسم کی مثال بیان ہوئی ہے۔'' وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ''۔[17]ترجمہ: اور ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے۔

اسی طرح صاحبِ قرآن نبی اکرم ﷺ کی سیرت کو بھی تمام انسانیت کی رہبری کے لیے کافی قرار دیا گیا۔ ارشاد ہے:'' وَمَآ اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْـرًا وَّنَذِيْـرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ''۔[18]ترجمہ: اور ہم نے آپ ﷺ کو نہیں بھیجا مگر انسانیت کے لئے کافی، خوشخبری اور ڈر سنانے والا۔

نیز آپ ﷺ نے خود بھی ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہوگے ہر گز گمراہ نہیں ہوگے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہے۔[19]

لہٰذا آپ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات میں سے کچھ تو ایسی ہیں جو بذات خود اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت کو شامل ہیں۔ جن کو ہم مقصودی عبادات سے تعبیر کر سکتے ہیں اور بہت سارے ایسے امور بھی ہیں جو مقصودی عبادات (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، ذکر، خدمتِ خلق وغیرہ) کے لئے بطور معاون کام دیتے ہیں۔ جیسے حلال کمانا،

OPEN ACCESS
CC BY

کھانا، پینا، آرام کرنا، سائنسی تحقیقات وایجادات، دیگر سہولیات کی فراہمی وغیرہ۔ اگر ان غیر مقصودی اعمال کو اصل مقاصد کے لئے بطور معاون استعمال کیا جائے اور ان دونوں کو باہم مربوط کیا جائے تو ان تمام کاموں اور محنتوں پر ویسا ہی اجر ملے گا۔ جو کہ اصل مقصودی عبادت پر ملتا ہے۔ فقہی قاعدہ ہے" الامور بمقاصدھا" ۔ (ترجمہ: معاملات کا دارومدار قصد ونیت پر ہے)۔اس قاعدے کی دلیل یہ حدیث ہے:" إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" ۔[20] (ترجمہ: اعمال کے حکم کا دارومدار نیتوں پر ہے)۔ اور یہ آیت بھی ہے؛" وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" ۔[21] ترجمہ: اور آپس میں نیک کام اور پرہیزگاری پر مدد کرو، اور گناہ اور ظلم پر مدد نہ کرو۔

اگر یہ عصری علوم مقاصد کے ساتھ ہم آہنگ ہیں اور ان کو تقویت دے رہے ہیں تو یہ بھی دینی علوم کے حکم میں ہیں۔ اور ان پر بھی وہی اجر ملتا ہے۔ از روئے حدیث گھوڑے اس شخص کے لئے باعث اجر وثواب ہیں جو انھیں اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کی غرض سے رکھے، اور انھیں تیار کرے۔ چنانچہ ان کے پیٹ میں جو چیز بھی جائے گی وہ اس شخص کے لئے نیکی شمار ہو گی۔ اگر وہ انھیں گھاس والی زمین میں بھی چرائے گا تو جو وہ کھائیں گے اس کا ثواب اسے ملے گا، اگر وہ انھیں بہتی نہر سے پانی پلائے گا تو پیٹ میں جانے والے ہر قطرے کے بدلے اسے ثواب ملے گا، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے ان کے پیشاب اور لید (گوبر) میں بھی ثواب بتایا، اگر وہ ایک یا دو میل دوڑیں تو بھی ہر قدم کے بدلے جسے وہ اٹھائیں گے ثواب ملے گا۔[22]

اسی طرح حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا قبیلہ بنو اسلم کے چند لوگوں پر گزر ہوا جو تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسماعیل علیہ السلام کے بیٹو! تیر اندازی کرو کہ تمہارے بزرگ دادا اسماعیل علیہ السلام بھی تیر انداز تھے۔ ہاں! تیر اندازی کرو۔۔۔ الخ۔[23] اسی طرح حدیث میں آیا ہے " أَنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ" [24] ترجمہ: بیشک جنت کے دروازے تلواروں کی چھاؤں میں ہیں۔

بلکہ مقاصد اگر عصری علوم اور جدید ذرائع کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے یا ان کے بغیر خاطر خواہ پیش رفت وترقی نہیں ہو سکتی تو ان کا حصول لازمی اور فرض کفایہ کے درجے میں ہے۔ مثلاً نبی کریم ﷺ کو عالمی اور آخری نبی بنا کر بھیجا گیا۔ لہٰذا اقوام عالم میں رہنے والے مختلف زبانوں والوں اور علاقوں میں بسنے والے انسانوں کو اسلام کا آفاقی پیغام پیش کرنا آپ کے ذمے ہے۔ گذشتہ انبیاء علیہم السلام تو ایک قوم اور مخصوص و محدود علاقوں کے لئے تھے۔ لہٰذا وہ اپنی قوم کو انہی کے زبان میں سمجھاتے تھے۔ قرآن میں ارشاد ہے:" وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ " ۔[25] ترجمہ: ہم نے ہر رسول کو اپنی قوم کی زبان میں (دعوت دینے) بھیجا ہے۔

لہٰذا نبی کریم ﷺ جب یہودیوں کو خطوط ارسال فرماتے تھے تو وہ انہی کی زبان یعنی عبرانی میں ہوتے تھے۔ جس کے لئے یہودیوں کی خدمات حاصل کی جاتی تھی۔ لیکن جب ان کی خباثت وشرارت سامنے آگئی اور واضح ہو گیا کہ یہ آسمانی کتاب (تورات) میں بھی اپنی طرف سے کمی بیشی کرتے ہیں لہٰذا ان پر یہ اعتماد نہیں رہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے موقف کو بلا کم وکاست اپنی صحیح شکل میں تحریر کر سکیں یا یہودیوں کی طرف سے آئے ہوئے خطوط کو من وعن پڑھائے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے حضرت زیدؓ کو یہودیوں کی زبان (عبرانی) سیکھنے کا حکم فرمایا اور انھوں نے ۱۵ دنوں میں اس میں کمال حاصل کیا۔ اس کے بعد یہودیوں سے خط وکتاب لکھنا اور پڑھوانا) آپ ہی کے سپرد تھا۔[26] نیز حضرت زیدؓ یہ بھی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا میرے پاس (یہود کے) خطوط آتے ہیں، میں نہیں چاہتا کہ ہر آدمی انھیں پڑھے، کیا تم عبرانی یا سریانی زبان کی لکھائی سیکھ سکتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں، چنانچہ میں نے وہ زبان سترہ دنوں میں اچھی طرح سیکھ لی۔[27] گویا مقصد تو اسلامی تعلیمات ہی کا پرچار اور اسی کا غالب وقائم کرنا تھا لیکن اس کے لئے بطور سبب وذریعہ کے اگر دشمنوں کی زبان سیکھنی پڑی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اس کی ترغیب دی۔

حضرت عمر بن قیسؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن زبیرؓ کے سو غلام تھے۔ ان میں سے ہر ایک غلام الگ زبان میں بات کرتا تھا اور حضرت ابن زبیرؓ ان میں سے ہر ایک سے اسی کی زبان میں بات کرتے تھے۔ میں جب ان کے دنیاوی مشاغل پر نگاہ ڈالتا تو ایسے لگتا کہ جیسے کہ ان کا پلک جھپکنے کے بقدر بھی آخرت کا ارادہ نہیں ہے اور میں جب ان کی آخرت والے اعمال کی مشغولی پر نگاہ ڈالتا تو ایسے لگتا کہ ان کا پہلک جھپکنے کے بقدر بھی دنیا کا ارادہ نہیں ہے۔[28]

ہر دور میں طاقت کے پیمانے بدلتے رہتے ہیں۔ اقوام کی قوتوں کو ناپنے کے معیار ہر دور میں اور ہر جگہ یکساں نہیں رہتے۔ لہٰذا ہر دور میں انسان جس لب ولہجے کو سمجھتے ہیں ان کا سیکھنا بحیثیت مسلمان لازم ہے لیکن اپنے مقاصد کو ہرگز نہیں بھولنا اور بنیاد سے سرِ مو نہیں ہٹنا۔ بقول سید ابوالحسن علی ندوی زمانہ جس زبان کو سمجھتا ہے وہی اسلام کی زبان ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ستاروں کا اتنا علم حاصل کرو جس سے تم راستہ معلوم کر سکو اور نسب بھی اتنے معلوم کرو جس سے تم صلہ رحمی کر سکو۔[29]

OPEN ACCESS

لیکن دھیان رکھنا ہے کہ ذرائع اور معاون و ممدات اپنی حد میں رہیں، مقاصد کا درجہ نہ لیں۔ اس لئے کہ امت کے زوال کی وجوہات میں اور تحریکوں کی ناکامی کے اسباب میں ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ ذرائع کو اصل سمجھ کر ان کو مقاصد کا درجہ دیا جاتا ہے، جب کہ مقاصد دل و دماغ سے اوجھل ہو جاتے ہیں اور بہت سے لوگ اس تحریک کی مخالفت پر بھی اتر آتے ہیں۔

الغرض مقصد کے حصول کے لئے جو بھی ذرائع واسباب اختیار کیے جائیں گے، ان پر ویسا ہی اجر ملے گا جیسا کہ مقصد کی ادائیگی پر ملتا ہے، بشر طیکہ یہ ذرائع اسلامی تعلیمات سے متصادم نہ ہوں۔ گویا مسلمان کا کوئی عمل بھی بلاواسطہ یا بالواسطہ عبادت و بندگی سے خالی نہیں ہوتا۔ یہ اپنے حسنِ نیت سے (بظاہر) دنیا کو بھی دین بنا سکتا ہے۔ بحیثیت انسان تو اس کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ ہی کی معرفت و بندگی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: " وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ "۔[30] ترجمہ: اور میں نے جن اور انسان کو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لیے۔

اور نبی آخر الزماں ﷺ کی امتی کی حیثیت سے اس کی ایک خصوصی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کی معرفت و بندگی کی طرف بلائے۔ ارشاد ہے: " قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ "۔[31] ترجمہ: کہہ دو یہ راستہ ہے کہ میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلا رہا ہوں، بصیرت کے ساتھ میرا اور میرے تابعداروں کا، اور اللہ پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

پس حاصل یہ ہوا کہ مسلمان کا کوئی بھی عمل اس سے خالی نہیں ہوگا کہ وہ خود اللہ تعالیٰ کی بندگی و عبادت میں مشغول ہوگا، یا اس کی طرف اوروں کو بلانے میں سرگرم عمل ہوگا اور یا ان مقاصد کو تقویت دینے والے معاون اعمال میں لگے گا۔

المیہ یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت مقصودی عبادات کے علاوہ دیگر تمام امور اور محنتوں کو یا تو محض چند پیسوں کے حصول کے لئے کرتی ہے یا محض عادتاً اس لئے یہ دنیا کہلائی جاتی ہے دین نہیں بنتا۔

انہی میں سے ہمارے عصری تعلیمی اداروں کا قیام اور ان میں پڑھائے جانے والے علوم، وفنون اور مہارتوں کا ہے۔ جنہیں ہماری نیت، دین یا دنیا بنا دیتی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اس دنیا کو دین اور عادت کو عبادت بنایا جائے کہ نظام تعلیم کسی قوم کے نظریے اور تہذیب و تمدن کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

عبرانی جو کہ دشمنوں کی زبان ہے، جب اس کو دین اسلام کی اشاعت و حفاظت کے لئے سیکھنے کا حکم ہے اور یہ بھی دین ہے جس پر اجر و بدلہ ملے گا۔ تو دیگر سائنسی مضامین جن میں اکثر خالصتاً فطری علوم ہیں، ان کو سیکھ کر خدمت دین میں لگا دینا بدرجہ اولیٰ جائز اور مستحسن ہوگا۔ مثلاً نباتات (Botany) جو پودوں، ان کی ساخت اور افادیت وغیرہ سے بحث کرتا ہے۔ اس لائن کے ماہرین پودوں اور جڑی بوٹیوں پر محنت و تحقیق کے مختلف مراحل سے گزر کر ایسی دوائیاں تیار کرتے ہیں جو مختلف بیماریوں کے علاج اور انسانی صحت میں مزید ترقی کے لئے نہایت مفید ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ انسان اپنے مقاصد اور ذمہ داریوں سے اس وقت احسن طریقے سے نبرد آزما ہو سکتا ہے جب وہ صحت یاب ہو۔ ہمارے ہاں تو بیمار کی محض بیمار پرسی اور عیادت پر ستر ہزار فرشتے دعائے مغفرت مانگتے ہیں۔[32] تو پھر جو مستقل طور پر امراض کی تشخیص، اسباب اور علاج کے حوالے سے مغز کھپائی کرے گا، ریسرچ و مطالعہ کرے گا، اس کا مقام کیا ہوگا؟ نیز درخت لگانا بذات خود مفید اور باعثِ اجر ہے، آکسیجن، سایہ اور ہوادار فضا میسر ہوتی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان درخت لگاتا ہے پھر اس میں سے جتنا حصہ کھا لیا جائے وہ درخت لگانے والے کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے اور جو اس میں سے چرا لیا جائے وہ بھی صدقہ ہو جاتا ہے یعنی اس پر بھی مالک کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور جتنا حصہ اس میں سے درندے کھا لیتے ہیں وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے اور جتنا حصہ اس میں سے پرندے کھا لیتے ہیں وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے۔ (غرض یہ کہ) جو کوئی اس درخت میں سے کچھ (بھی پھل وغیرہ) لے کر کم کر دیتا ہے تو وہ اس (درخت لگانے والے) کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے۔[33] حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بنجر زمین کو کاشت کے قابل بناتا ہے تو اسے اس کا اجر ملتا ہے۔[34] حضرت قاسمؒ فرماتے ہیں کہ دمشق میں حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ کے پاس سے ایک شخص گزرے اس وقت حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی پودا لگا رہے تھے اس شخص نے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کیا آپ بھی یہ (دنیاوی) کام کر رہے ہیں حالانکہ آپ تو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے ملامت کرنے میں جلدی نہ کرو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص پودا لگاتا ہے اور اس میں سے کوئی انسان یا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی مخلوق کھاتی ہے تو وہ اس (پودا

CC BY

لگانے والے) کے لئے صدقہ ہوتا ہے۔[35] حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص پودا لگاتا ہے پھر اس درخت سے جتنا پھل پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ پھل کی پیداوار کے بقدر پودا لگانے والے کے لئے اجر لکھ دیتے ہیں۔[36] لیکن یاد رہے کہ اس کا بونا/لگوانا بذاتِ خود مقصود نہیں ہے بلکہ اس کا وجود انسانیت کے فائدے کے لئے ہے۔ لہٰذا اگر کہیں اس سے انسانیت کو نقصان اور تکلیف پہنچ رہی ہو تو پھر اس کا ہٹانا اور کاٹنا ہی دین ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک درخت مسلمانوں کو تکلیف دیتا تھا۔ ایک شخص نے آکر اسے کاٹ ڈالا تو وہ (اس عمل کی وجہ سے) جنت میں داخل ہو گیا۔[37]

اسی طرح علم کیمیا (Chemistry) ہے۔ اس کی تعریف یوں ہے:

Branch of science which deals with the study of composition, structure, properties of matter and the laws of principles which govern these changes.

گویا بظاہر روئے زمین پر طبعی حیات علم کیمیا پر موقوف ہے۔ بہر حال مادی اشیاء کی ساخت اور خواص سے بحث اور ان پر تحقیق اس لیے کی جاتی ہے کہ یہ حضرت انسان کی ضروریات پوری کرنے اور سہولیات بہم پہنچانے میں مددگار ہو اور یہ ضروریات کا باآسانی مہیا ہونا اور سہولیات کی فراہمی انسان کو اپنے مقصد کے حصول میں معاون و مدد ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس نیت سے اس میدان (علم کیمیا) کی محنت و تحقیق کو بھی "الامور بمقاصدھا" کے تحت دین بنایا جا سکتا ہے۔

اس طرح علم ہندسہ اور ریاضی کا میدان زیادہ تر حساب کتاب سے متعلق ہے۔ لہٰذا زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے ریکارڈ رکھنا اور علم وراثت کو مزید آسان بنانے کے لئے علم ریاضی کے جدید طریقوں کو استعمال کرنا وغیرہ بھی باعث اجر بن سکتا ہے۔

علم تاریخ سے گذشتہ اقوام کے عروج و زوال کے اسباب معلوم کر کے اپنے لیے کامیابی کی راہ متعین کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

اسی طرح مردم شماری اور مختلف جہات سے عوام کا جائزہ لینے کے لئے علم شماریات بہت مفید ہوتا ہے۔ اسی کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

Statistics is a science of calculation organization, presentation and interpretation of numerical data. A process to get information from the data.

اسی طرح ڈاکٹر اور طبیب کی اہمیت ہے۔ انسانی جان کی حفاظت دین اسلام کی اولین ترجیحات میں سے ہے اور یہ مقاصدِ شرعیہ میں سے ہے۔ اسلام نے حرام خوری کو حرام قرار دیا ہے لیکن اگر کوئی بندہ بھوک و پیاس سے نڈھال ہو کر ایسی اضطراری حالت تک پہنچ جائے کہ کھائے پیے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اور اس مضطر کی دسترس میں حرام کے علاوہ کوئی حلال سامان اکل و شرب نہ ہو تو اس کو رخصت ہے کہ وہ جان بچانے اور کمر سیدھی کرنے کے لئے حرام بھی کھائے/پیئے اور اس میں درج ذیل باتوں کا لحاظ رکھے۔ (i) اس کو حلال نہ سمجھے۔ (ii) مزہ لے کر نہ کھائے، (iii) پیٹ بھر کر نہ کھائے۔ اس طرح مرض بڑھنے کے خوف سے فرض روزہ بھی مؤخر کر سکتا ہے۔ نیز قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ " وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا "۔[38] ترجمہ: کہ جس نے ایک انسان کی جان بچائی گویا اس نے تمام انسانیت کی جان بچائی۔

اسلام نے ناجائز و ناحق قتلِ انسانی کو حرام قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ خودکشی کو بھی حرام قرار دیا ہے۔

ان تمام تعلیمات کو مدِ نظر رکھ کر ایک ماہر اور صحیح ڈاکٹر و طبیب کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ جس کا کام مریض کی صحت یابی اور انسانی جان کا تحفظ ہے۔

لیکن یہ بات ضروری ہے کہ ڈاکٹر صاحب صرف اپنے پیشے کے ساتھ وفاداری کر کے محض ڈاکٹر کی نیت سے علاج نہ کریں بلکہ نبی آخر الزمان ﷺ کا امتی بن کر انسانیت کو اپنے مقصودِ اصلی (یعنی اللہ تعالیٰ کی بندگی اور نمائندگی) کی طرف بھی متوجہ کریں۔ اسی طرح اگر ہر پیشے والا زندگی کے مقصد کو سامنے رکھ کر اپنے اپنے متعلقہ میدان میں لگیں گے تو ساری عمر کی خدمت و محنت عادت کی بجائے عبادت اور دنیا کی بجائے دین بن جائے گا۔ ورنہ دنیا کی اپنی قیمت تو کچھ بھی نہیں بلکہ یہ دین کے ساتھ لگ کر قیمتی بن جاتی ہے جیسا کہ صفر کی اپنی قیمت کچھ نہیں، چاہے کتنے ہی جمع ہو جائیں، البتہ ا کے ساتھ صحیح سمت لگ کر قیمت بڑھاتا ہے۔ حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی نہ پلاتے۔[39] جیسا کہ لوبیا، دال اور چاول کے ساتھ جُڑے ہوئے تنکے، کنکر اور ڈھیلے وغیرہ بھی انہی کے باؤ بکتے ہیں، ورنہ الگ ہو کر تو تنکے و کنکر وغیرہ کی قیمت کچھ نہیں۔

الغرض ضروریات کو مقاصد سے ہم آہنگ اور ان کو باہم مربوط (Integrate) کرنا نہایت ضروری ہے کہ اس سے ہر مسلمان مظہر اسلام اور داعی الی اللہ بنے گا۔ یعنی ایک طرف سے اس سے اپنے پیشے کا دین ظاہر ہو گا اور دوسری طرف وہ دیگر انسانوں کو اللہ تعالیٰ (کے دین) کی طرف بلانے والا بھی ہو گا۔

OPEN ACCESS
CC BY

حوالہ جات

1۔ القرآن الکریم،احزاب:۲۱
2۔ سنن ابن ماجہ، رقم حدیث: 229
3۔ القرآن الکریم،البقرہ:۳۸
4۔ القرآن الکریم،مریم:۵۸
5۔ القرآن الکریم،المائدہ:۴۴
6۔ القرآن الکریم،بنی اسرائیل:۲
7۔ القرآن الکریم،ابراہیم:۵
8۔ القرآن الکریم،المائدہ:۴۶
9۔ القرآن الکریم،البقرہ:۱۸۵
10۔ القرآن الکریم،ابراہیم:۱
11۔ القرآن الکریم،المائدہ:۴۴
12۔ القرآن الکریم،الحجر:۹
13۔ القرآن الکریم،احزاب:۲۱
14۔ القرآن الکریم،النور:۵۴
15۔ القرآن الکریم،یس:۴،۳
16۔ القرآن الکریم،الشوریٰ:۵۴
17۔ القرآن الکریم،الروم:۵۸
18۔ القرآن الکریم،سبا:۲۸
19۔ راہ مالک فی الموطاء، النہی عن القول فی القدر، ص ۲۰۷
20۔ بخاری، باب النیہ فی الایمان، رقم: ۶۶۸۹
21۔ القرآن الکریم،المائدہ:۲
22۔ سنن ابی ماجہ، کتاب الجھاد، باب ارتباط الخیل فی سبیل اللہ، رقم حدیث: 2788
23۔ صحیح بخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب: التحریض علی الرمی، رقم حدیث: 2899
24۔ سنن ترمذی، کتاب فضائل الجھاد، باب ماذکران ابواب الجنۃ تحت ظلال السیوف، رقم حدیث: 1659
25۔ القرآن الکریم،ابراہیم:۴
26۔ منتخب الکنز، ج۵/ص۱۸۵، واخرجہ ابن سعد
27۔ مولانا محمد یوسف، حیاۃ الصحابہ، کتب خانہ فیضی، لاہور، اردو ترجمہ مولانا احسان الحق، ۳ / ۲۱۷،۲۱۸
28۔ اخرجہ الحاکم فی المستدرک، ج۳، ص۵۴۹، وابو نعیم فی الحلیہ ج۱، ص ۳۳۴
29۔ کذافی الکنز، ج۵، ص۲۳۵
30۔ الذریت:۵۶
31۔ یوسف:۱۰۸

32 ۔ أخرجه أحمد(۱ / ۸۱) ، أبوداود(۳۰۹۹) ، ابن ماجه(۱ / ۴۴۰)

33 ۔ صحیح مسلم باب فضل الفرس والزرع، رقم:۳۹۶۸

34 ۔ رواه ابن حبان، (واسناده علی شرط مسلم)، ۱۱ /۶۱۵

35 ۔ مسند احمد، ۶ / ۴۴۴

36 ۔ مسند احمد، ۵ / ۴۱۵

37 ۔ مسلم، باب فضل ازالۃ الاذی عن الطریق، رقم: ۲۶۱۷

38 ۔ القرآن الکریم، المائدہ: ۳۲

39 ۔ الترمذی، و قال: هذا حدیث صحیح غریب، باب ماجاء فی هوان الدنیا علی الله عزوجل، رقم: ۲۳۲۲

CC BY